5335

يا اللہ مدد

اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

حق چار یار

سورہ فاتحہ کی آیات

ایک اشکال کا تحقیقی جواب

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

سلسلۂ اشاعت نمبر 57

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: سورہ فاتحہ کی آیات—ایک اشکال کا تحقیقی جواب

سلسلۂ اشاعت: 57 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبدالوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 184

قیمت: 20 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ چکوال

طباعت: 16 صفر 1436ھ 8 دسمبر 2014ء بروز پیر

ناشر: مرحبا اکیڈمی

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

باب 1	51
سورۃ فاتحہ کی سات آیات	51
بسم اللہ ایک مستقل آیت ہے، سورہ فاتحہ کا حصہ نہیں	51
تحقیقی مسلک	52
سورتوں کا تعین	61
چاروں صحابہ کرامؓ نماز پڑھاتے وقت بلند آواز میں 'الحمد' سے سورۃ فاتحہ کا آغاز کرتے	62
قرآن پاک کے اشاعتی ادارے	62

☆☆☆☆

باب 1

سورۃ فاتحہ کی سات آیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْمِ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی مؤرخہ ۲۷ مارچ ۱۹۹۸ء میں ایک تحقیقی یادگار مضمون شائع ہوا۔ اس میں راقم الحروف نے ایک سوال کا تحقیقی جواب تحریر کیا، جو پیشِ خدمت ہے۔

بسم اللہ ایک مستقل آیت ہے، سورہ فاتحہ کا حصہ نہیں

روزنامہ نوائے وقت میں نذر الحق لون صاحب کا خط شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ناشرین قرآن مجید نے سورہ فاتحہ پر سات آیات کے نمبر لگاتے ہوئے اس کی پہلی آیت "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کو چھوڑ کر "انعمت علیھم" کے بعد (۵/لا) رمز قرآن مجید مین سورۃ البقرہ کے 'ال م' سے سورۃ الناس کے "والناس" تک کوئی دو

صد مرتبہ سے زیادہ آیا ہے۔ ظاہراً اس کی وجہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کو متن سورۃ سے خارج کرنا ہی ہو سکتا ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے ناشران قرآن کی توجہ اس غلطی کی طرف مبذول کرانے کا فرض ادا کر رہا ہوں۔......

خط کے آخر میں مدیر صاحب کی جانب سے لکھا گیا کہ صاحب الرّائے مفسرین قرآن اور علماء حضرات اس ضمن میں کچھ لکھنا چاہیں تو یہ صفحہ حاضر ہے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ صورت حال عرض کردوں۔

پہلی بات تو یہ عرض ہے کہ محترم لون صاحب کے علم میں ہونا چاہیے کہ سورۃ فاتحہ کا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" جز نہیں ہے بلکہ مستقل آیت ہے۔ اس بارے میں عہد صحابہؓ سے جو اقوال احادیث میں ملتے ہیں ان سے یہی ثابت ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک سورۃ فاتحہ کا جز ہے، اس لیے وہی لوگ سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت اس کو شمار کرتے ہیں۔

تحقیقی مسلک

(۱) تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" قرآن مجید میں سورۃ نمل کا جز ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ سوائے سورۃ توبہ کے بسم اللہ ہر سورۃ کے شروع میں لکھی جاتی ہے۔

لیکن بجز سورۃ نمل کے کسی سورۃ کا جز نہیں بلکہ ایک مستقل آیت ہے جو ہر سورۃ کے شروع میں دو سورتوں میں فصل اور امتیاز ظاہر کرنے کے لیے نازل ہوئی اور یہ اقوال احادیث رسول اللہ ﷺ کی ہی بنیاد پر صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں حدیث ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کو تکبیر اور قرات کو "الحمدللہ رب العالمین" سے شروع کرتے تھے۔ (مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ)

اگر بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جز اور پہلی آیت ہوتی تو نماز میں قرات بلند آواز میں بسم اللہ سے شروع کرتے۔ چوں کہ ابتدا "الحمدللہ رب العالمین" سے کرتے اس سے ثابت ہوا کہ سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت "الحمدللہ رب العالمین" ہے۔

(۲) صحیحین بخاری و مسلم شریف میں حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ 'الحمدللہ رب العالمین' سے یہ سب شروع کرتے تھے۔

مسلم شریف میں ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کا ذکر نہیں

کرتے تھے، نہ تو قرات کے شروع مین اور نہ قرات کے آخر میں۔[1]

(۳) حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ہے کہ جب رسول مقبول ﷺ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو قرآت 'الحمدللہ رب العالمین' سے شرووع کرتے۔[2]

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیثِ رسول ﷺ میں دلیل ہے۔ اس امر کی کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۃ فاتحہ کا جز نہیں۔(طحاوی شریف)

یعنی اگر یہ سورۃ فاتحہ کا جز ہوتی تو بجائے **الحمدللہ رب العالمین** سے سورۃ فاتحہ شروع کرنے کے، حضور ﷺ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے قرات شروع کرتے۔

(۴) امام طحاوی حنفیؒ (المولود ۲۲۹ھ المتوفیٰ ۳۲۱ھ) جو کہ امام بخاریؒ کے ہم عصر ہیں، فرماتے ہیں کہ:

اس امر میں تو کسی کو اختلاف نہیں کہ سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں، لیکن اختلاف اس امر میں ہے کہ جو لوگ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو سورۃ فاتحہ کا جز قرار دیتے ہیں۔ وہ بسم اللہ کو سورۃ فاتحہ کی ایک آیت کہتے ہیں اور جو لوگ بسم اللہ کو سورۃ فاتحہ کا جز نہیں قرار دیتے وہ انعمت علیھم ۵ کو آیت شمار کرتے ہیں۔ غرض جب اختلافات کیا گیا تو اس پر

---

1 مسلم شریف۔ کتاب الصلوٰۃ۔

2 طحاوی شریف ج ا ص ۲۸۲۔ مولف امام طحاوی المولود ۲۲۹ھ۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

غور کرنا ضروری ہوا اور ہم عنقریب ان شاء اللہ وضاحت کے ساتھ بیان کریں گے۔ (طحاوی شریف ج۱)

(۵) کہا ابو داؤد نے کہا شعبی اور ابو مالک اور قتادہ اور ثابت بن عمارہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی، یہاں تک کہ سورۃ نمل اتری۔[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سورۃ النمل اتری جس میں یہ آیت ہے 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اس کے بعد حضور ﷺ نے 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' لکھوانا شروع کیا۔ سورۃ النمل کا نزول، سورۃ الفاتحہ کے بہت بعد ہوا۔ جیسا کہ کتب تفاسیر سے ظاہر ہے۔ سورۃ الفاتحہ کا نزول نمبر ۵ ہے اور سورۃ النمل کا نزول نمبر ۲۷ ہے۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سورۃ النمل کی آیت کا جز ہے اور کسی سورۃ کا جز نہیں۔ اور سورۃ النمل کے نزول سے پہلے نہیں لکھی۔

(۶) حضرت عبد اللہ ابنِ عباسؓ کہتے تھے میں نے حضرت عثمانؓ سے کہا تم نے انفال اور برات کے بیچ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کیوں نہ لکھی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ پر آیتیں اترا کرتیں، آپ کاتب کو بلاتے اور اس سے فرماتے، اس آیت کو

1 سنن ابو داؤد۔ کتاب الصلوٰۃ۔

خادم اہلسنت حافظ عبد الوحید الحنفی

فلانی سورۃ میں رکھ جس میں فلاں قصہ مذکور ہے اور آپ پر ایک ایک دو دو آیتیں اترا کرتیں۔ آپ ایسا ہی فرمایا کرتے اور انفال مدینہ آنے کے بعد اتری اور برات آخر میں اتری اور برات کا قصہ انفال کے مشابہ ہے۔ اس وجہ سے مجھے گمان ہوا کہ برات شاید انفال میں داخل ہے، اس واسطے میں نے انفال کو سبع طوال میں رکھا اور دونوں کے بیچ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی۔

(ابوداؤدشریف پارہ۵)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ جزو سورۃ نہیں۔ حضرت عثمانؓ خبر دے رہے ہیں کہ بسم اللہ آپ کے نزدیک جز سورۃ نہ تھی بلکہ وہ اسے سوتوں کے فصل کے طور پر لکھتے۔

حالاں کہ سورۃ انفال سبع الطوال سے ہے اور سورۃ براۃ مئین سے، پھر ان دونوں کو ملا کر ان کے درمیان بسم اللہ بھی نہیں لکھی۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ فرما دیتے کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں فلاں جگہ لکھ دو اور سورۃ براۃ کا قصہ سورۃ انفال سے مشابہت رکھتا ہے۔ رسول مقبول ﷺ وفات پا گئے۔ میں آپ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھ نہ سکا اور مجھے خوف ہوا کہ سورۃ براۃ کہیں انفال کا حصہ نہ ہو، اس لیے میں نے ان کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اس حدیث میں خبر دے رہے ہیں کہ بسم اللہ آپ کے نزدیک جزو سورۃ نہ تھی، بلکہ وہ اسے فصل کے طور پر لکھتے تھے۔ (طحاوی شریف)

(۷) حضرت ابن عبد اللہ بن مفضلؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اسلام میں نئی بات پیدا کرنے پر نہایت سختی کرنے والا میں نے اپنے والد کی نسبت بہت کم دیکھا ہوگا۔ چناں چہ جب انہوں نے مجھے بسم اللہ پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: اے فرزند! اسلام میں نئی بات پیدا نہ کرو۔ کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی، لیکن میں نے کسی کو بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا۔ سو تم قرات شروع کرو تو الحمدللہ رب العالمین سے شروع کیا کرو۔ (طحاوی شریف ج۱)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جزو نہیں، اس لیے حضرت رسول کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ جب نماز پڑھتے تھے تو بلند آواز سے قرات بسم اللہ کے بجائے **الحمدللہ رب العالمین** سے شروع کرتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ احناف (امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلدین) نماز جہری

حافظ عبدالوحید الحنفی

میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ بسم اللہ بآواز بلند سے نہیں پڑھتے تا کہ جزو فاتحہ ہونے کا خیال نہ ہو۔

(۸) مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ:

سنن ابو داؤد میں باسناد صحیح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ بسم اللہ بجز سورۃ نمل کے اور کسی سورۃ کا جزو نہیں بلکہ ایک مستقل آیت ہے جو سورۃ کے شروع میں دو سورتوں کے درمیان فصل اور امتیاز ظاہر کرنے کے لیے نازل ہوئی۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کسی سورۃ کے ساتھ ملا کر نہیں لکھتے، بلکہ علیحدہ ہمیشہ دو لائنوں کے درمیان لکھتے ہیں تا کہ سورۃ کا حصہ ہونے کا شبہ نہ ہو۔ (معارف القرآن ج ۱ از مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(۹) سورۃ نمل کی آیت ۳۰ ہے اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

چناں چہ تمام محدثین اور فقہائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن پاک کی کم و بیش ۶۶۱۶ آیات میں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک آیت ہے اور جزوِ قرآن ہے۔ البتہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ بسم اللہ ہر سورۃ کا جزو ہے یا نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے پیروکار کہتے ہیں کہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن کا جزو تو ہے مگر ہر سورۃ کا جزو نہیں۔

چناں چہ جب قرآن پاک بالجہر پڑھا جاتا ہے تو صرف سورۃ نمل میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت بالجہر کی جاتی ہے۔ بجز ایک مرتبہ کے، ہر دو سورتوں کے درمیان جو بسم اللہ لکھی جاتی ہے، یہ محض سورتوں کے درمیان امتیاز کرنے کے لیے ہے، ورنہ ابتدائے سورۃ میں بسم اللہ کسی سورۃ کا جز نہیں ہے۔ (فیض القدیر شرح جامع ص ج۵)

(۱۰) تفسیر ابنِ کثیر میں ہے:

امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے ساتھی کہتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ تو سورۃ فاتحہ کی آیت ہے نہ کسی اور سورۃ کی۔ امام ابو داؤدؒ کہتے ہیں کہ یہ ہر سورت کے اول میں ایک مستقل آیت ہے۔ سورۃ میں داخل نہیں (تفسیر ابنِ کثیر)

امام احمد بن حنبلؒ سے بھی یہی روایت ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج۱)

امام مالکؒ کے نزدیک یہ کسی سورۃ کا جز نہیں بلکہ فصل بین السورتین کے لیے ہے اور یہی امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک ہے۔

امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک یہ قرآن کا جز ہے لیکن مستقل آیت کی حیثیت رکھتی ہے۔ 'انزلت للفصل بین السورتین' ہے یعنی کسی ایک سورۃ کا جز نہیں۔ سورتوں کے درمیان امتیاز کے لیے لکھی جاتی ہے۔

اس بارے میں صرف ایک قول امام شافعیؒ کا ہے جس سے شوافع

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

کے نزدیک بسم اللہ سورۃ فاتحہ کا جز ہے، جس بنا پر شوافع جہری نماز میں اس کو جہراً پڑھتے ہیں۔ لیکن وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ اگر جہراً پڑھا جائے تو اولیٰ ہے نہ پڑھا جائے تو پھر بھی جائز ہے۔ اس سے علامہ ابن حزمؒ نے المحلیٰ میں فرمایا ہے کہ امام شافعیؒ کے اس قول سے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ خفی پڑھی جائے تو بھی جائز ہے۔ دوسری چیز جو نذر الحق لون صاحب نے لکھی ہے کہ:

'انعمت علیھم' کے بعد رمز (۵/لا) کو آیت قرار دے دینا غلط ہے۔ یہ بھی ان کی غلط فہمی ہے۔ جس مقام پر (۵/لا) کی رمز کی نشاندہی کی گئی ہے، وہاں یہ بتایا گیا ہے اور قرآن مجید کے حاشیہ پر جو قدیمی نسخے ہیں وہاں لکھا گیا ہے کہ یہاں فلاں فلاں قراء کے نزدیک آیت ہے۔

میرے پاس ۱۲۴۳ء کا قرآن مجید کا ایک نسخہ موجود ہے جس میں پورے قرآن مجید میں جہاں جہاں رمز (۵/لا) متن قرآن میں آیات کے درمیان آتی ہے وہاں حاشیہ پر درج ہے کہ: کوفیاں، مکیاں، بصریاں و مدنیاں و شامیاں آیت شمارند۔ مثلاً سورۃ فاتحہ میں انعمت علیھم کے آگے رمز ۵ کے تحت لکھا ہے:

"سورۃ الفاتحہ ہفت آیت بالاتفاق مگر آں کہ کوفیاں ومکیاں بسم اللہ را یک آیت شمارند و انعمت علیہم را نشمارند و نزد بصریاں و مدنیاں و شامیاں بر عکس (۱۲ بحر العلوم)

اسی طرح سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع میں ولھم عذاب الیم ۵ کے آگے رمز (۵/لا) کے تحت حاشیہ میں تحریر ہے: "آیت شامی"

اور سورۃ بقرہ کے رکوع ۱۲ آیت ۱۳ اور ۱۴ کے درمیان الا خائفین کے آگے رمز (۵/لا) کے تحت لکھا ہے: "آیت بصری"

اسی طرح پورے قرآن مجید میں حاشیہ میں آیات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جہاں جہاں رمز ۵ درج ہے اور بقول نذر الحق لون صاحب یہ رمز دو صد سے زیادہ مقامات پر قرآن میں موجود ہے۔

سورتوں کا تعین

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

کلام پاک کی اول سات سورتیں "طُوَل" کہلاتی ہیں۔ اس کے بعد کی گیارہ سورتیں "مئین" کہلاتی ہیں۔ اس کے بعد کی بیس سورتیں "مثانی" کہلاتی ہیں۔ اس کے بعد ختم قرآن تک "مفصل" کہلاتی ہیں۔

حدیث شریف میں حضور ﷺ فرماتے ہیں:

واثلہؓ نے حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا ہے کہ مجھے تورات کے بدلہ میں "سبع" ملی ہیں۔ اور زبور کے بدلہ میں "المئین" ملی ہیں۔ اور انجیل کے بدلہ میں "مثانی" ملی ہیں۔ اور "مفصل" مخصوص ہیں میرے ساتھ۔ (مسند احمد والکبیر جمع الفوائد)

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جس قدر کتب سماویہ پہلے نازل ہوئی ہیں۔ ان سب کی نظیر قرآن مجید میں موجود ہے اور ان کے علاوہ "مفصل" اس کلام پاک میں مخصوص ہیں جس کی مثال پہلی کتابوں میں نہیں ملتی۔

چاروں صحابہ کرامؓ نماز پڑھاتے وقت بلند آواز میں 'الحمد' سے سورۃ فاتحہ کا آغاز کرتے

نذر الحق لون صاحب نے اپنے استدلال میں جو سورۃ الحجر کی آیت ۸۷ پیش کی ہے۔

سبعاً من المثانی و القرآن العظیم کی تفسیر میں ایک حدیث کے تحت بعض مفسرین نے جہاں سورۃ فاتحہ مراد لی ہے وہاں اس حدیث کے تحت بعض نے یہی سورتیں مراد لی ہیں۔ (تفسیر ابنِ کثیر)

قرآن پاک کے اشاعتی ادارے

خلاصہ یہ ہے کہ بر صغیر ہند و پاک کے اشاعتی ادارے جو قرآن مجید کے نسخے چھاپ رہے ہیں، وہ بعض تو آیات پر نمبر نہیں لگاتے۔ وہ اس لیے کہ قدیمی نسخوں میں آیات پر نمبر نہیں لگائے جاتے تھے صرف آیت اتفاقی کی جگہ O گول نشان بنا دیا جاتا اور مختلف قراتوں شامی،

بصری، کوفی، مکی، مدنی، عراقی قرات کے تحت قدیم نسخوں کے حاشیوں پر جہاں دو آیتوں کے درمیان بھی آیت تصور کی جاتی وہاں رمز (۵/ لا) یا (۵/ ط) وغیرہ نشان دے کر حاشیہ پر صرف لکھ دیا جاتا کہ یہاں شامی، کوفی، بصری، عراقی، مکی، مدنی قاریوں کے نزدیک آیت ہے۔ تو جس طرح قدیم نسخوں میں سوائے رمز (۵/ لا) کے اور کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ اس طرح ہماری رائے اسلاف کے نمونے کے مطابق یہی ہے کہ جن آیات پر نمبر لگ گئے ہیں وہ تو موجود رہیں، لیکن جدید نمبروں میں کوئی تبدیلی ہرگز ہرگز نہ کی جائے۔

وماعلینا الا البلاغ المبین

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبدالوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل وضلع چکوال)

۱۶ صفر ۱۴۳۶ھ ۸ دسمبر ۲۰۱۴ء بروز پیر

☆☆☆☆

اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں

النور مینجمنٹ چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.zedemm.com
zedemm@yahoo.com

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(بقیہ از صفحہ 18)

تیرا آقا ہادیٔ اِسلام ہے خیر الانام
وجہ تخلیق دو عالم، باعثِ خیر البشر
پیشوا تیرے وہ کیسے پیکر اِسلام تھے!
یعنی خالدؓ، حیدرؓ و عثمانؓ، بو بکرؓ و عمرؓ
لیکن اب حالت ہے یہ اقوام دُنیا میں کہا!
وسعتِ دُنیا میں بھی ممکن نہیں تیرا گزر
شیشۂ دِل زنگ آلودہ ہوا ہے اس قدر
اب نظر آتا نہیں کچھ امتیازِ خیر و شر
تیری ہستی پردۂ ظلمت میں کیسی گم ہوئی!
بہر دریوزہ گری پھرتا ہے تو اب در بدر
کیوں گرفتارِ حوادث ہے، تمہیں معلوم ہے کیا؟
تو نے چھوڑی اتباعِ ہادیٔ جنّ و بشر
توڑ زنجیر تساہل، چھوڑ افسردہ دِلی!
اُٹھ عمل پیرا ہو اب اِسلام کے احکام پر
یا خدا! مسلم کو پھر اِسلام کا پابند کر
یہ دُعائے نیم شب ہے مظہؔر خستہ جگر

مسلم سے! کلام حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بانی تحریک خدام اہلسنّت پاکستان

(رسالہ عارف اکتوبر ۱۹۳۷ء بحوالہ ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور اشاعتِ خاص ج ۱۸ ش ۳،۴ ...... مارچ، اپریل ۲۰۰۵ء)

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی